علمی مضامین سلسلہ نمبر۳۲

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہوسکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کردیا جائے۔اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہوچکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب ویکجا محفوظ ہوجائیں۔(اِدارہ)

روزہ .... تزکیۂ نفس

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی :

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ٥ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ . (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۳،۱۸۴)

'' اے ایمان والو! حکم ہوا تم پر روزے کا ، جیسے حکم ہوا تھا تم سے اگلوں پر ،شاید تم پرہیزگار ہوجاؤ۔کئی دن ہیں گنتی کے۔''

روزہ کی تعریف :

روزے کے لغوی معنٰی رُکنے کے ہیں اور اصطلاحِ شرع میں صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے نیت کے ساتھ رُکنے کو روزہ کہتے ہیں۔

پچھلی اُمتوں سے مراد یہود و نصاری ہیں چنانچہ روزہ شریعتِ موسوی کا باضابطہ ایک اہم اور مشہور جزء ہے۔اگرچہ مشرکین بھی کسی نہ کسی صورت میں روزہ رکھتے ہیں لیکن اُن کے روزے ناقص اُدھورے اور برائے نام ہیں اور اَب شریعتِ موسویہ کے حاملین کے یہاں بھی روزے کی ادائیگی میں تقصیر ہونے لگی۔اِن

کے روزوں کی حقیقت اِتنی ہے کہ وہ یا تو کسی بلا کو دفعہ کرنے کے لیے رکھتے ہیں یا کسی فوری اور مخصوص رُوحانی کیفیت کے حاصل کرنے کے لیے۔ یہود کی قاموسِ اعظم میں ہے کہ :

''قدیم زمانہ میں روزہ یا تو بطورِ علامتِ ماتم رکھا جاتا تھا یا جب کوئی خطرہ درپیش ہوتا تھا اور یا پھر جب سالک اپنے اَندر اِلہامات کی قبولیت کی اِستعداد پیدا کرنا چاہتا تھا۔''

لیکن شریعتِ مطہرہ کی نظر میں روزہ تزکیۂ نفس تربیتِ جسم اور تعمیلِ حکمِ خداوندی کا ایک بہترین دستورِ عمل ہے۔ اِس لیے اِرشاد ہوا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم تقوی اختیار کرو۔ یعنی اسلامی روزہ کی غرض و غایت تقوی ہے۔ روزہ سے تقوی کی عادت پڑتی ہے۔ تقوی دراصل نفس کی ایک خاص کیفیت کا نام ہے جو خدا کی یاد بکثرت کرتے کرتے دل میں پیدا ہوجاتی ہے اِس کی وجہ سے اِنسان گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکی وطاعت کا جذبہ غالب آجاتا ہے۔

روزہ میں اِنسان خدا کے حکم کی وجہ سے کھانے پینے سے باز رہتا ہے تو گویا خدا کی یاد بھی دل میں صبح سے شام تک رہتی ہے اور اِس سے تقوے کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے۔

شریعتِ مطہرہ نے عبادت اور کاروبارِ حیات یکساں طور پر قائم رکھنے کا طریقہ بتلایا ہے اِس لیے روزہ میں کاروبار کی ممانعت نہیں فرمائی گئی نہ ہی روزہ ہمیشہ رکھنے کا حکم دیا گیا بلکہ سال میں گنے چنے صرف ۲۹ یا ۳۰ دن روزہ رکھنا بتلایا گیا ہے اِس لیے اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ اِرشاد فرمایا گیا۔

روزہ اَور تقویٰ :

اِس آیتِ مبارکہ میں روزہ کی فرضیت کے بارے میں اِرشاد ہوا ہے کہ وہ اِس اُمت پر ایسے ہی فرض کیا گیا ہے جیسے پچھلی اُمتوں پر فرض کیا گیا تھا۔ آیت کے آخر میں اِس کا فائدہ اور اِس کی غرض وغایت بھی ذکر فرمائی گئی ہے کہ وہ حصولِ کیفیتِ تقوی ہے۔

تقوی دراصل دل کی اُس کیفیت کا نام ہے جو ذکر اِلٰہی کی کثرت کے باعث حاصل ہوتی ہے کہ جب دل میں ہر وقت خداوندِ قدوس کی یاد رہنے لگتی ہے تو اللہ کی ذات پاک سے تعلق پیدا ہوجاتا ہے اَور یہ تعلق اِنسان کی طبیعت کو نیکی کرنے کے لیے اُبھارتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور چونکہ متقی اِنسان خدا کی نافرمانی سے ڈرتا ہے اِس لیے عام طور پر کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈرنے کا نام ''تقوی'' ہے۔

مگر یہ تشریح یا ترجمہ نا تمام ہے کیونکہ شریعت میں خدا سے محض ڈرنا نہیں بتلایا گیا بلکہ اُس سے اُمید رکھنی اور اُس کی رحمت پر نظر رکھنی اور اُس سے دُعاء مانگنی بھی سکھائی گئی ہے اَور مایوسی کفر قرار دی گئی ہے گویا خدا سے ڈرنا ایسا نہیں ہوتا جیسے کسی ظالم بادشاہ یا شیر سے ہو۔ کیونکہ اُس میں نفع کی اُمید نہیں ہوتی اور نقصان کا ڈر ہی ڈر ہوتا ہے اِس کے برخلاف حق تعالیٰ سے اُمید و خوف دونوں ہی قائم رکھنے بتلائے گئے ہیں۔ اِس لیے تقوی میں ڈرنے کے ساتھ اُمید بھی ہوتی ہے۔

قرآنِ پاک میں حق تعالیٰ کی صفات رحمت ورَاُفت مودّت و مغفرت وغیرہ جابجا اور بار بار ذکر فرمائی گئی ہیں اَور ساتھ ہی وہ صفات بھی ذکر فرمائی گئیں ہیں جن میں اُس کا غالب و قاہر ہونا ظاہر کیا گیا ہے مثلاً اِرشاد ہوا: حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ ...... (سورۂ غافر)۔ اِس آیت مبارکہ میں صفات جلالیہ و جمالیہ دونوں ہی جمع فرمادی گئی ہیں۔ ایک مومن جب ذکر الٰہی بکثرت کرتا ہے تو اُس کا دل صفاتِ جلالیہ و جمالیہ کا مَو رِد بن جاتا ہے پھر جو کیفیت حاصل ہوتی ہے اُس کا نام ''تقویٰ'' ہے۔ روزہ میں اِنسان اللہ تعالیٰ سے صحیح معنٰی میں ڈرتا ہے اور اُس کی تکمیل پر اُسے مجبور کرنے والی چیز صرف اُس کا ایمان ہوتا ہے ورنہ دن میں تنہائی کے ایسے مواقع میسر آتے رہتے ہیں جن میں وہ روزہ توڑ سکتا ہے لیکن اُس کا ایمان گرمی اور شدتِ پیاس کے وقت بھی اُسے ایسا کرنے سے باز رکھتا ہے۔ یہ حالت مسلسل تیس دن رہتی ہے جو یقیناً اُس کے ایمان کو عظیم قوت بخشتی ہے اور حصولِ تقوی کی طرف قدم بقدم لے چلتی ہے۔ اِس سے اُس کا ایمان و تقوی بڑھتا ہے اُس کے مزاج میں صبر و تحمل محنت و مشقت جیسی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ قوتِ ارادی جو بہت قیمتی جوہر ہے روزہ میں تقوی کی بدولت ہر روز ایک امتحان سے گزرتی ہے۔ ایک متقی مسلمان یہ سب کچھ صرف اِس لیے کرتا ہے کہ اُسے خداوندِ کریم کی خوشنودی اور رضاء مطلوب ہوتی ہے۔ اِس کے سوا محض ریاضت اُس کا ہرگز مقصود نہیں ہوتی۔

روزہ اَور غیبت :

اِس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ روزہ ایک فرض عبادت ہے جس کی رُوح نیک نیتی ہے اور اِس کے بعد نیک اعمال ہیں۔ جس طرح جسمِ انسانی بے پرواہی کی بنا پر بیمار اور کمزور ہو جاتا ہے اِسی طرح عبادات بھی بے پروائی سے کمزور ہو جاتی ہیں۔ عبادت کی حفاظت اِس طرح کی جاتی ہے کہ اِسے برائی سے پاک صاف رکھا جائے مثلاً اگر عبادت کرتے وقت یہ نیت ہو کہ لوگ مجھے اچھا کہیں تو عبادت بے رُوح ہو

جائے گی چاہے وہ نماز روزہ ہو یا کوئی اَور عبادت ہو۔

ایسے ہی عبادات کے دوران برائی کا اَثر ہوا کرتا ہے کہ وہ برائی سے کبھی تو ایسی خراب ہو جاتی ہے جیسے صاف پانی گرد و غبار اَور خس و خاشاک سے اَور کبھی اِس سے بھی زیادہ ایسی کہ جیسے پاک پانی میں کوئی ناپاک چیز مل جائے تو پانی بالکل قابلِ استعمال نہیں رہتا۔ اِسی طرح وہ عبادات اِس برائی سے اِنتہاء درجہ خرابی کو پہنچ جاتی ہے لہٰذا عبادات کی حفاظت بھی ضروری اَمر ہے۔

اور ضروری ہے کہ روزہ کے دوران معصیت سے بچے۔ اور اَب معاصی اور گناہوں میں یہ حقیقت ہے کہ اِنسان سب سے زیادہ بہت آسانی سے جو گناہ کرتا ہے وہ زبان سے ہوتا ہے اَور یہ گناہ ایسا ہوتا ہے کہ اِس کا پتہ بھی نہیں لگتا نہ اُسے ندامت ہوتی ہے نہ وہ خدا سے توبہ کرتا ہے۔ اور اِسی بے شعوری کے باعث مثلاً کسی کی غیر موجودگی میں اُس کا ذکر ایسے اَنداز سے کرنا کہ اگر وہ یہاں موجود ہوتا تو اِسے برا لگتا گناہ ہے اور اِسی کا نام ''غیبت'' ہے۔

لیکن آپ دیکھیں گے کہ عام طور پر غیبت کرنے کے بعد آدمی یہ کہتا ہے کہ میں نے تو وہ بات ذکر کی ہے جو اُس آدمی میں واقعی خرابی کی ہے میں نے اُس کے سر جھوٹ تو نہیں لگایا۔ یا یہ کہتا ہے کہ میں یہ بات اُس کے منہ پر کہہ سکتا ہوں میں اُس سے ڈرتا نہیں۔ اور یہ نہیں جانتا کہ اِسی کا نام غیبت ہے اور یہی بدگمانیوں اور جھگڑوں کی جڑ ہے کیونکہ جب یہ بات دُوسرے تک پہنچے گی تو اُس کی بڑی دل آزاری ہوگی وہ رنجیدہ خاطر اور ناراض ہو جائے گا۔ اور پھر وہ بھی کوئی ایسی ہی بات اِس کے بارے میں اِس کی غیر موجودگی میں کہہ دے گا جو اُس شخص میں واقعی کمزوری کی ہوگی اور جب وہ اِس تک پہنچے گی تو یہ برہم ہوگا اِس طرح بے وجہ صرف زبان کی بے احتیاطی سے نا اتفاقی جنم لے گی۔ لہٰذا شریعت نے اِسے اخلاقی جرم قرار دیا اِس کا دروازہ ہی بند کر دیا اور فرمایا : وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ○ (سورۂ حجرات آیت نمبر ۱۲)

حدیث شریف میں اِرشاد فرمایا گیا: مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ . (ترمذی باب ماجاء فی التشدید فی الغیبة للصائم ص ۸۹)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ ✿ ✿ ✿